باب۔61

تقلید

☆ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّـهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنكُمْ فَإِن تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّـهِ وَالرَّسُولِ إِن كُنتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّـهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ذَٰلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا۔

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول اور اپنے حاکموں کی بھی اطاعت کرو۔ اگر کسی مسئلہ میں کشمکش ہو جائے تو اس مسئلہ میں اللہ اور رسول کی طرف رجوع کرو اگر تم ایماندار ہو اور اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتے ہو۔ یہ بہتر ہے اور اس کا انجام اچھا ہے۔(سورۃ النساء : آیت 59)

صاحبو! موجودہ زمانے میں کیا ہو رہا ہے۔۔۔؟ قران اور حدیث کو پس وپشت ڈال دیا گیا ہے۔ آج کل نہ ماں باپ کی اطاعت ہے۔ نہ دوسرے بزرگوں کی فرماں برداری۔ سرکاری قانون کے سامنے قرآن وحدیث کی تمھارے پاس کچھ وقعت نہیں۔ تم حقیقتاً اللہ اور اس کے رسول کے سوا دوسروں کی پوجا کر رہے ہو۔

خدا کو تمھاری غرض کیا پڑی ہے
جو تم کو، خدا ہی سے بیزاریاں ہیں

کل معلوم ہو جائے گا کہ اللہ کی نافرمانی کا انجام کیا ہوتا ہے۔ چار دن کی زندگی اور غیرِ خدا کی بندگی۔۔! توبہ کرو مرنا ہے۔ دوزخ میں جلنا ہے۔ جب تک سانس ہے، تب تک آس ہے۔ اب بھی کچھ نہیں گیا۔ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کر لو۔ ورنہ پچھتاؤ گے۔ اور اُس وقت پچھتانا کچھ کام نہ آئے گا۔

آج کل ایک عجیب ہڑبونگ مچی ہے۔ جس کو دیکھو اجتہاد کا دعویٰ کر رہا ہے۔ چار سطر عربی کے درست پڑھ نہیں سکتے، قرآن وحدیث کو سمجھنا تو کوسوں دور ہے۔ نہ لغت سے واقف نہ نحو سے۔ اصولِ فقہ اور اسرارِ دین سے مَس یعنی touch تک نہیں، اور ہر ایک ہے کہ بَل کھا رہا ہے کہ میں مجتہد ہوں۔ قرآن وحدیث کے تو

Siddiqui Publications

ہو گئے مجتہد۔ مگر اپنے لیے جب قانون کا کوئی مسئلہ آجاتا ہے تو وکیل صاحب کے پاس دوڑے جاتے ہیں کہ آپ عدالت میں جاکر بحث کریں۔ خود میں اردو کا قانون تو سمجھنے کا حوصلہ نہیں، اور آپ ہیں کہ قرآن و حدیث سے مسائل کا استنباط (infer) کرنے لگے۔ تقلید کے نام سے بیزار ہیں۔ اور تقلید میں گرفتار ہیں۔ خود ہیں کہ تقلید کیے جارہے ہیں۔ سمجھ ہوتی تو معلوم ہوتا کہ امام اعظمؒ، امام شافعیؒ، امام مالکؒ، امام احمد ابن حنبلؒ کی تقلید تو چھوڑ دی مگر اختیار کی تو کس کی تقلید؟۔۔۔ محمد بن علی کاشانی کی، ابن قیم ابن حزم کی۔

ایک صاحب تقلید کی سخت برائی کر رہے تھے۔ اتنے میں، مَیں بھی پہنچ گیا۔ ان کے ہاتھ میں ایک کتاب تھی، نواب صدیق حسن خان کی۔ اس کا نام تھا، فتح المغیث فی فقہ الحدیث۔ میں نے کہا جناب! ذرا میں بھی تو دیکھوں، یہ کتاب ہے کیا؟ انھوں نے کتاب مجھے دے دی۔ اس میں مالابد اور کشف الحاجۃ کی طرح نرے مسائل تھے۔ نہ کوئی قرآن کی آیت، نہ کوئی حدیث کا حوالہ۔ صاحبِ مذکور نے کہا، جناب اس کتاب میں جتنے مسائل ہیں وہ قرآن و حدیث سے ماخوذ ہیں۔ اس میں کسی کی تقلید نہیں کی گئی ہے۔ میں نے کہا جناب آپ سے کس نے کہا کہ یہ قرآن و حدیث کے مطابق ہے؟ انہوں نے کہا یہ نواب صدیق حسن خان کی کتاب ہے، انھوں نے جو کچھ لکھا ہے وہ قرآن و حدیث سے ہی لکھا ہے۔ میں نے پھر سوال کیا، آپ کس اعتبار پر ان مسائل کے قرآن و حدیث سے ماخوذ ہونے کا دعویٰ کر رہے ہیں؟ جناب! میں نے کہہ تو دیا صدیق حسن خان سے، یہ نواب صدیق حسن خان کی کتاب ہے اور قرآن و حدیث کے مطابق ہے۔ میں نے پوچھا، کیا آپ صدیق حسن خان پر اعتبار اور اعتماد کر کے ایسا کہتے ہیں؟ جواب دیا، ہاں جناب! نواب صاحب بڑے عالم اور دین دار تھے۔ میں نے کہا، اچھا تو کیا کسی پر یوں اعتماد کر کے ان کی اطاعت کا قلادہ ڈال لینا تقلید نہیں۔۔۔؟ آپ نے امام ابو حنیفہؒ اور امام شافعیؒ کا ہار تو گلے سے اتار دیا مگر غور سے دیکھئے کہ آپ کے گلے میں تو نواب صدیق حسن خان کی تقلید کا پٹہ پڑ گیا ہے۔۔۔!

دیکھنا! یہ ایک فطری بات ہے کہ نادان دانا سے، جاہل عالم سے پوچھتا ہے اور اس کے کہے پر اعتماد کرتا ہے۔ اور حکم بھی یہی ہے۔ فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِن كُنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ، پس اہلِ علم سے سوال کرو اگر تم کو معلوم نہ ہو، (سورۃ النحل: آیت 43)۔ یاد رکھو! اِسْئَلُوْا، امر ہے یعنی حکم ہے، لہٰذا وجوب یا obligation پر دلالت کرتا ہے۔۔۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں" اَلاَّ سَئَلُوْا اِذَا لَمْ يَعْلَمُوْا فَاِنَّمَا شِفَآءُ الْعَيِّ السُّوءَ الِ"کیوں نہیں سوال کیا جب جانتے نہ تھے، عاجز و ناواقف کا علاج سوال ہی ہے۔ دیکھو! ساری دنیا میں یہی ہوتا ہے کہ ماہرِ فن پر اعتماد کرتے ہیں۔ جب تک خود کو مہارت نہ ہو دوسرے کی تقلید کرتے ہیں۔ مشکلات پیش آتی ہیں

اور خود کو عاجز پاتے ہیں تو مجبوراً تقلید کرنا ہی پڑتی ہے۔ بے علمی پر ایسی خود مختاری، تباہی کا موجب ہوتی ہے۔ دیکھو! حساب ایک معمولی فن ہے مگر ایک زمانے تک کسی استاد کے زیرِ تعلیم رہتے ہیں۔ وہ حل کے لیے قاعدے بتاتا ہے تو کہیں صحیح جواب لکھنا نصیب ہوتا ہے۔ کسی ناقص نے کہہ دیا حدیث میں اس طرح آیا ہے بس اس پر اعتماد کر لیا۔ نہ تحقیق (verification) نہ تدقیق (consideration)۔ آخر تقلید کس ہوّے کا نام ہے۔ دوسرے پر اعتماد کرنا ہی تو تقلید ہے۔

وَلَوْ رَدُّوهُ إِلَى الرَّسُولِ وَإِلَىٰ أُولِي الْأَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِينَ يَسْتَنبِطُونَهُ مِنْهُمْ،اور اگر اس (مشکل مسئلہ) کو رسول کی طرف رجوع کرتے اور ان کی طرف جو صاحبِ امر ہیں تو جن لوگوں میں مسائل کے استنباط کی قابلیت ہے، استنباط کرتے، حکم کو سمجھتے،(سورۃ النساء : آیت 83)۔ افسوس! خود کو کچھ آتا نہیں، بڑوں کی تقلید سے بھاگتے ہیں، اور چھوٹوں کی تقلید میں پھنسے جا رہے ہیں۔

افسوس! آج کل علم کی چنداں ضرورت نہیں۔ البتہ ضرورت ہے بسیار گوئی کی یعنی لمبی گفتگو میں مہارت کی۔ اور لفاظی کی۔ آج کا معمول ہے بزرگوں کو جاہل سمجھنا، اپنی نادانی پر اکڑنا، جاہلوں کو اُلّو بنانا، ان کو گمراہ کرنا اور ان سے داد لینا۔ جس کے لیے ضرورت ہے تھوڑی بے حیائی کی۔ تھوڑی جرأت اور استقلال کی۔ بس ایک بات کہہ جانا چاہیے۔ دو چار احمق تو ہاں میں ہاں ملانے ہر وقت تیار ہو ہی جائیں گے۔

{حوالہ تفسیر صدیقی- سورۃ الفاتحہ صفحہ 36، پارہ 5 صفحہ 41 تا 44 اور پارہ 14 صفحہ 71، 72}

Siddiqui Publications

متفرقات۔Miscellaneous

وَعَدَاللّٰـــهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ، خدانے وعدہ کیا ہے ان لوگوں سے جو ایمان رکھتے ہیں اور عملِ صالح کرتے ہیں کہ ان کو زمین کا حاکم بنا دے گا،(سورۃ النور: آیت 55)۔ صاحبو! اللہ کا وعدہ سچا ہے۔ وہ مسلمانوں کو حکومت دے گا۔ پہلے دیا تھا اور اب بھی دے گا۔ تم مسلمان ہو۔ تمھارا دین مقبول ہے۔ وہ تمھارے خوف کو امن سے بدل دے گا۔ مگر اس کے ساتھ شرائط بھی بتا دی ہیں۔ اللہ کی عبادت کریں۔ اس سے شرک نہ کریں۔ نماز کی پابندی کریں۔ زکواۃ دیں۔ اور پیغمبر کی اطاعت کریں۔ جب یہ سب مفقود ہے، lacking ہے، تو حکومت کیسے دی جائے؟ اور کیوں کر دی جائے۔۔۔؟ جیسا کام ویسا انجام۔۔۔! تم نے اللہ سے منہ موڑا۔ اس نے بھی تم سے اعراض کر لیا، ناراض ہو گیا۔۔۔ دیکھو! اب بھی توبہ کرو۔ روؤ۔ اپنے کرتوت پر نادم ہو جاؤ۔ اللہ، اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ ہے۔ وہ معافی دے دے گا۔ پھر تمھاری پہلے سی عزت ہو گی۔ حکومت ہو گی۔

{حوالہ تفسیر صدیقی-پارہ18 صفحہ80 تا82}

لیلۃ القدر کی تاریخ کیوں نہیں بتائی گئی؟۔۔۔اس لیے کہ تم اس کی تلاش میں کوشش کرو۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ رمضان المبارک کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں کوئی ایک رات شبِ قدر ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ وہ سال بھر میں ایک رات ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان المبارک کے آخری عشرے میں اعتکاف بیٹھتے۔ یعنی مسجد ہی میں سو رہتے۔ رات دن عبادت میں مشغول رہتے۔ دیکھو! قرآن کے اترنے کی ابتدا جس دن ہوئی اس دن کی کس قدر عظمت ہے، تو خود قرآن کی کتنی عظمت ہو گی؟ یہ جس کے دل میں آ گیا ہو، یعنی جس نے حفظ کیا ہو یا سمجھ کر پڑھتا ہو، اس کی بھی اللہ کے پاس کیسی عظمت ہو گی؟ قرآن سے جتنا ربط زیادہ ہو گا، جس قدر اپنی زندگی اس کے مطابق بناؤ گے اتنی ہی اللہ کے پاس تمھاری قدر و منزلت زیادہ ہو گی۔

{حوالہ تفسیر صدیقی-پارہ30 صفحہ 153}

Siddiqui Publications